

بنات خدیجۃ الکبریٰ
BANAT- E- KHADEEJATUL KUBRA

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ

شمارہ 05

اشاعت دین میں خواتین کا کردار!

تحریک طالبان پاکستان کے عمر میڈیا کے مسئول محترم چوہدری منیب الرحمن جٹ صاحب کی اہلیہ کے ساتھ خصوصی انٹرویو

تعلیم یافتہ اور ہنرمند خواتین کی ذمہ داری

ذی القعدہ ۱۴۴۵ ھ ق

مئی 2024 ء

https://umnews.net

فہرست مضامین

اداریہ

غزہ نہیں، ریاست بچاؤ

چند روز قبل شہرِ ناپرسان کے دارالحکومت اسلام آباد میں "SAVEGAZA" کے عنوان سے جاری دھرنے پر خفیہ اداروں کے اہلکاروں نے گاڑی چڑھادی، جس میں مظلوم فلسطینیوں کے حق کے لئے آواز اٹھانے والے دو نوجوانوں کو کچل کر شہید کردیا گیا، جبکہ تین زخمی بھی ہوئے

یہ تو واضح ہے کہ اس ملک میں کوئی اسلام یا مسلمانوں کی حفاظت کا نام نہیں لے سکتا، ورنہ یہاں صرف یہی دھرنا نہیں ہو رہا بلکہ عورت مارچ سے لیکر ڈاکٹرز کے احتجاجوں تک کے دھرنے انہی علاقوں میں ہوتے ہیں مگر گاڑی نے اس پر چڑھنا ہوتا ہے جو ریاست کو غلط اور غیر اسلامی پالیسی کی طرف متوجہ کرنا چاہے یا اس کی اس پالیسی کو مسترد کردے ماضی قریب میں بھی آپ نے جان بوجھ کر ایکسیڈنٹ کرانے کے حوالے سے خبریں سنی ہوں گی، یہ اسی سلسلے کی کڑی لگتی ہے

دینی جذبات رکھنے والے اور اس حوالے سے جدوجہد کرنے والے کو ہمارا سلام ہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ ریاست بندوق کی ہی زبان سمجھتی ہے اگر کسی بھی پاکستانی کے دل میں یہ جذبہ ہے کہ اس ملک میں اسلام کو زندہ کیا جائے تو وہ مسلح جدوجہد شروع کردے، ریاست تو آپ کو غیر مسلح ہوتے ہوئے بھی مار رہی ہے تو کیا بہتر نہیں ہوگا کہ آپ بھی اس کے جواب کے لائق ہوں اس کیلئے پاکستان میں تحریک طالبان پاکستان کا پلیٹ فارم موجود ہے جو خاص طور پر نوجوانوں کو اس میں شامل ہونے کی دعوت دیتی ہے تاکہ ہمارے مشترکہ مقاصد تک پہنچنے میں ہم ایک دوسرے کا ہاتھ بٹا سکیں اور ایک انتہائی بڑے فریضے سے ہمارا ذمہ فارغ ہو جائے



تذکرۂ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

فاطمہ چوہدری

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے ایک جہد مسلسل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد کا مقصد کلمہ طیبہ ہے جو دینِ اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی جزو ہے۔ کلمے کے پہلے حصے میں اللہ ربّ العزت کی وحدانیت کا اقرار اور ہر طرح کے شرک و بت پرستی کی نفی ہے جبکہ دوسرے حصے میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بطور آخری نبی مہرِ تصدیق ہے۔ اسی کلمے کی اشاعت و تبلیغ کے لیے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کفارِ مکہ کی اذیتیں، سختیاں، قطع تعلق، طعن و تشنیع اور مخالفتیں برداشت کیں۔ حق کے پرچار کی خاطر مٹھی بھر ساتھیوں کے ہمراہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں باطل قوتوں سے ٹکرا گئے۔ ان تمام تر حالات میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواجِ مطہرات کا کردار ناقابلِ فراموش ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو امہات المومنین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایک طرف آقائے دو جہان اپنے بہترین اسوۂ حسنہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تزکیہ نفس میں مصروف تھے تو دوسری جانب امہات المومنین کی دین اسلام کے لیے قربانیاں، ان کی دین اسلام سے محبت اور عملی کردار تمام عالم بالخصوص خواتین کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بھی نکاح فرمائے ان کے پیچھے کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ تھی جو ان امہات المومنین کی زندگیوں پر نظر ڈالنے سے بخوبی سمجھ آ جاتی ہے۔

ام المومنین سیدۃ النساء حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ:

جب بھی امہات المومنین کا ذکر کیا جائے تو جو اسم گرامی سب سے پہلے ہمارے ذہنوں میں نمایاں ہوتا ہے وہ سیدۃ النساء حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت عام الفیل سے پندرہ سال قبل ۵۵۵ء عیسوی میں قبیلہ بنو اسد میں ہوئی۔ شرافت و نجابت، امانت و دیانتداری، راست گوئی و ایفائے عہد، احساسِ ذمہ داری، فراخ دلی اور ادب و اخلاق آپؓ کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپؓ کے انہی اعلیٰ اوصاف کے باعث زمانہ جاہلیت میں بھی آپؓ کو "طاہرہ" کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ آپؓ روئے کائنات پر وہ پہلی ہستی ہیں جنھوں نے نبوتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا بلا حیل و حجت فوراً اقرار کیا اور ایمان لانے سب خواتین پر سبقت لے گئیں۔ آپؓ کا نبوتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کامل یقین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے مزید ہمت و تسکین کا باعث بنا۔ آپؓ کا ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے مضبوط ترین سہارا اور ذریعۂ اطمینان تھا۔ جب تمام قبیلہ اور رشتہ دار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین دشمن ہو گئے اس وقت آپؓ ہی ان کے لیے تسلی و تشفی اور ڈھارس بندھانے کا ذریعہ بنیں۔ اشاعت اسلام کے لیے حضرت خدیجہؓ نے نہ صرف اپنا سارا مال راہِ خدا میں وقف کر دیا بلکہ ہمیشہ اپنی عقل و فہم اور دانش مندی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راہِ حق میں درپیش مصائب میں بھی

ساتھ دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر غارِ حرا میں خلوت نشینی کی غرض سے تشریف لے جاتے اور غور و فکر میں مشغول رہتے۔ حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ضروری سامان تیار کر دیتیں۔ اسی خلوت نشینی کے دوران پہلی وحی نازل ہوئی۔ حضرت جبرائیلؑ کو دیکھ کر اور ان کی گفتگو سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر رقت طاری ہو گئی۔ آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھے کچھ اوڑھا دو مجھے کچھ اوڑھا دو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کیفیت ٹھیک ہوئی تو تمام تر واقعہ حضرت خدیجہؓ سے بیان فرمایا۔ اس موقع پر حضرت خدیجہؓ کے سنہری الفاظ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہمت بندھائی۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا "آپ سچ بولتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نواز ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔" حضرت خدیجہؓ کے فہم و فراست سے بھرپور اور دانشمندانہ بیان میں نہ صرف اسلام کی محبت بلکہ ایک وفادار اور مخلص شریک حیات کی خصوصیت بھی جھلک رہی تھی۔

صرف یہی نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور اس واقعہ کے متعلق فرمایا۔ ورقہ بن نوفل (جو کہ تورات و انجیل کا بہت بڑا عالم تھا) بول اٹھا "یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو موسیٰؑ پر اترا تھا۔ اے کاش کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو وطن سے نکال دے گی۔" حضرت خدیجہؓ کو یقین ہو گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منصبِ نبوت پر فائز ہیں اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلانِ نبوت کیا تو بلا تعطل ایمان لے آئیں لہٰذا حضرت خدیجہؓ کو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی سب سے پہلے تصدیق کرنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ غارِ حرا میں وحی کے نزول کے بعد سے لیکر شعب ابی طالب میں محصور

ہونے تک کے تمام تر کٹھن حالات میں سیّدہ خدیجہؓ نے نہایت ہمت و دلیری سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساتھ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سیّدہ خدیجہؓ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ جب تک وہ زندہ رہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی دوسرا نکاح نہ فرمایا۔ سیّدہ خدیجہؓ ۱۱ رمضان المبارک ۱۰ نبوی کو اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئیں اور مکہ کے قبرستان جحون میں دفن ہوئیں، اس وقت ان کی عمر مبارک ۶۵ برس تھی۔ آپؓ کی وفات کے بعد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا ذکر نہایت محبت سے فرماتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حسب معمول سیّدہ خدیجہؓ کی تعریف فرما رہے تھے، مجھے رشک آیا۔ میں نے کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! وہ ایک بڑھیا بیوہ تھیں، خدا نے ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان سے بہتر بیوی عنایت کی۔" یہ سن کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا "خدا کی قسم! مجھے خدیجہؓ سے اچھی بیوی نہیں ملی۔ وہ اس وقت ایمان لائیں جب سب کافر تھے۔ اس نے میری تصدیق کی جب سب نے مجھے جھٹلایا، اس نے اپنا زر و مال مجھ پر قربان کر دیا جب دوسروں نے مجھے محروم رکھا اللہ نے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی۔" حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں ڈر گئی اور اس روز عہد کر لیا کہ آئندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کبھی سیّدہ خدیجہؓ کو ایسا ویسا نہ کہوں گی۔ سیّدہ خدیجہؓ کے بطن مبارک سے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھ اولادیں عطا فرمائیں۔ سب سے پہلے حضرت قاسمؓ پیدا ہوئے جو کمسنی میں انتقال کر گئے، پھر سیّدہ زینبؓ، ان کے بعد حضرت عبداللہؓ، وہ بھی کم عمری میں ہی فوت ہو گئے۔ پھر سیّدہ رقیہؓ، پھر سیّدہ اُم کلثومؓ اور پھر سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت باسعادت ہوئی۔



اشاعت دین میں خواتین کا کردار!

مفتی رضاء الحق صاحب

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس طرح مردوں سے دین کی خدمت لی ہے، اسی طرح عورتوں سے بھی دینی خدمت لیتے آئے ہیں، قرآن کریم میں سورۃ النمل اور سورۃ القصص دو مفصل سورتیں ہیں، ایک میں ملکہ بلقیس کی حقیقت پسندی اور ایمان ذکر فرمایا ہے اس کے بعد متصل سورت میں فرعون کا قصہ ہے، اس میں اشارہ ہے کہ بعض عورتیں مردوں سے زیادہ حقیقت پسند اور زیادہ دین کا کام کرنے والی ہوتی ہیں۔ بلقیس کا قصہ مشہور ہے کہ: جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدہد کے ذریعے پتا چلا کہ وہاں ایک عورت ہے جو تملکھم (ان کی بادشاہ ہے) قابل تعجب بات یہ ہے کہ: ۱:- عورت ہے اور ملکہ ہے۔ ۲:- دوسری تعجب کی بات یہ ہے کہ اُوتیت من کل شیء، کہ اس کے پاس ہر قسم کا ساز و سامان ہے۔ ۳:- تیسری تعجب کی بات یہ ہے کہ ولھا عرش عظیم کہ عظیم الشان تخت کی مالکہ ہے۔ ۴:- اور چوتھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس کو اور اس کی قوم کو میں نے دیکھا کہ وہ سورج کی عبادت کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو خط لکھا، ملکہ بلقیس نے اپنے وزیروں اور مشیروں سے اس خط کے تناظر میں مشورہ کیا اور بادشاہی روایات کے مطابق حضرت سلیمان کو ہدیہ بھیجا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدیہ واپس فرمایا اور انہیں اسلام کی دعوت دی اور تبلیغ کی۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ بلقیس کا نکاح حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوا ہے، نکاح ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اتنی بات تو ضرور ہے کہ قرآنِ کریم میں اُدخلی الصرح تو ہے، اور جس محل میں وہ داخل ہوئی ہے اس سے نکلنا ثابت نہیں، بہرحال وہ اتنی حقیقت پسند تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک بار دعوتِ اسلام سے متأثر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور کوئی رد و قدح نہیں کی۔ اس کے بالمقابل فرعون کا قصہ ہے، فرعون باوجود مرد ہونے، ہوشیار ہونے اور باوجود تمام اسبابِ ہدایت موجود ہونے کے، اس کی ضد، عناد، جحود اور تکبر و اِستکبار کی وجہ سے اس کو ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔ ماشاء اللہ! دین پڑھنے والی یہ طالبات دینی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دین کی وہ خدمت کریں گی اور دین کو اس طرح سینے سے لگائیں گی جس طرح بلقیس نے لگایا تھا، متنبی کا مشہور شعر ہے آپ نے سنا ہو گا:

ولا التأنيث لاسم الشمس عيب
ولا التذكير فخر للهلال

ترجمہ:۔ "مؤمن ہونا شمس کے لئے عیب کی بات نہیں ہے، شمس مؤنث ہے اور اعلیٰ درجے کی چیز ہے، اور ہلال کے لئے مذکر ہونا فخر کی بات نہیں ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: عورتیں ناقصات

العقل و ناقصات الدین ہیں، ناقصات الدین کا مطلب یہ ہے کہ بعض ایام ایسے آتے ہیں کہ جس میں وہ دین پر عمل نہیں کر سکتیں، یعنی اس نقص کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں ان کے اختیار کو کوئی دخل ہے، بلکہ یہ ایسے ہے جیسے ہم کہیں کہ فلاں کا قد چھوٹا ہے اور شاخ تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچتا، حالانکہ وہ اپنی جگہ کامل مرد ہے۔ اسی طرح عورتوں کو ناقصات العقل کہا گیا ہے۔ عقل کی دو قسمیں ہیں: ۱:... عقل شرعی، ۲:... عقل عرفی۔ عورتوں میں عقل عرفی بہت اعلی درجے کی ہے۔ شریعت نے عورتوں کو کس طرح ناقصات العقل کہا ہے؟ تو اس کا آسان جواب آپ کو بتاتا ہوں کہ ناقصات العقل سے مراد عقل شرعی ہے، عقل عرفی عورتوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے، خود حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ یہ عورتیں أذھب للب الرجل الحازم من احداکن ہوشیار مرد کو بھی بوتل میں اتارنے والیاں ہیں، گھر میں بھی اس کی حکومت چلتی ہے اور باہر بھی اس کی حکومت چلتی ہے۔ ہاں عقل شرعی کی کمی ہوتی ہے، اور عقل شرعی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی نتائج کو نہ سوچے، جب آدمی نتیجے پر غور نہیں کرتا تو اسے نقصان ہوتا ہے، جیسے عورت یہ کہتی ہے کہ فلاں موقع آرہا ہے اور اس پر ہمیں اتنا خرچ کرنا ہے، ختنے میں اتنا خرچ کرنا ہے، شادی میں اتنا خرچ کرنا اور منگنی میں اتنا خرچ کرنا ہے، اور فلاں رسم اس طرح ہونا چاہئے، تو شوہر اور باپ کے مال کو انہی چیزوں میں اڑاتی ہیں، اس معنٰی میں ان کو ناقصات العقل کہا گیا ہے کہ نتائج کو وہ نہیں سوچتیں۔ بہرحال حضرت بلقیس بھی عورت تھی اور اسی طرح حضرت آسیہ بنت مجازب فرعون کے گھر میں تھی اور فرعون کے گھر میں پلی بڑھی، فرعون کی بیوی تھی، اس کے باوجود اللہ نے اس کو اعلیٰ درجے کی ہدایت کی توفیق نصیب فرمائی تھی، فرعون کا مقابلہ کیا اور سخت مشقتوں کو برداشت کیا، اسی طرح دین کی محنت میں آپ مشقتوں کو برداشت کریں اور اس محنت اور مشقت کے نتیجے میں اللہ آپ کو مالامال فرمائیں گے ان شاء اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جن باکمال عورتوں کا تذکرہ ملتا ہے ان میں حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن بہت نمایاں ہیں، ان میں سے ہر خاتون کی دینی، علمی، عملی ہر اعتبار سے ہر ایک کی الگ خصوصیت تھی، گویا ہمیں یہ حکم ہو رہا ہے کہ ہماری عورتوں کو ان خصوصیات کے اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر ان خصوصیات میں سے کوئی خصوصیت آپ میں نہیں ،تو آپ کامل نہیں بلکہ ناقص ہوں گی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ دین کے لئے قربانی دیتی تھیں، دین کے لئے جتنی قربانی انہوں نے دی، اتنی قربانی دوسری عورتوں نے بہت کم دی ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور ان کو تسلی دینا اور ان پر اپنا مال خرچ کرنا اور ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں رہنا اور بھوک و پیاس برداشت کرنا، یہ ان کی خصوصیات تھیں، اس خصوصیت کو ہم بھی اور ہماری عورتیں بھی اختیار کریں کہ اپنا مال دین پر خرچ کریں اور دین کے راستے میں بچے اور بچیوں پر تکلیف آئے یا شوہر پر تکلیف آئے تو ان کو حوصلہ دیں۔ جب رسول اللہ علیہ وسلم پریشان تھے تو حضرت خدیجہؓ نے فرمایا: اللہ آپ کو ذلیل و رسوا نہیں کریں گے۔

انک لتصل الرحم،

آپ رشتہ داریوں کو پالتے ہیں۔

وتحمل الکل،

اور آپ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

وتکسب المال للمعدوم،

اور مال کماکر ان کو دیتے ہیں، جن کے پاس مال نہیں ہے۔

وتعین علی نوائب الحق،

اور حق کے راستے میں جو مصیبتیں پڑتی ہیں ان کی مدد کرتے ہیں، دیکھو! تسلی دینا، مال خرچ کرنا اور مصیبت برداشت کرنا یہ خصوصیت ہماری عورتوں میں بھی آنی چاہئے جتنا عمل اونچا ہوتا ہے جزاء بھی اتنا ہوتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جبریل نے مجھے فرمایا کہ: میں خدیجہ کو ایسے محل کی خوشخبری دوں جو موتی کا بنا ہوا ہے۔ جنہوں نے دین میں مشقت برداشت کی ان کے ساتھ خاص فضل و کرم اور راحت والا معاملہ ہوگا، ایک پہلو تو یہ ہے، اس پہلو سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ دوسری عورت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھی وہ حضرت عائشہؓ تھیں، ان کی دیگر خصوصیات کے علاوہ ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ وہ علم کے حاصل کرنے میں بہت زیادہ مشغول تھیں، محدثین نے راویوں کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے:

۱:- بعض راویوں کو مکثرین کہتے ہیں، جن صحابہ سے ایک ہزار سے زیادہ روایات مروی ہوں وہ مکثرین ہیں۔

۲:- جن راویوں سے سو سے لے کر ہزار تک احادیث مروی ہوں ان کو متوسطین کہتے ہیں۔

۳:- جن صحابہ سے سو سے کم احادیث مروی ہوں ان کو مقلّین کہتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا شمار مکثرات صحابہ میں سے ہے، اور ان سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔

سب سے پہلا مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ کا ہے ان سے ۵۳۷۴ احادیث مروی ہیں، اس کے بعد ابن عمرؓ ہیں، اس کے بعد حضرت انسؓ اور اس کے بعد حضرت عائشہؓ ہیں جن سے ۲۲۱۰ روایات مروی ہیں۔ تو ہماری خواتین کا فرض یہ ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کی وراثت کو سنبھالیں، ان کی وراثت، علم کا پھیلانا ہے، حضرت عائشہؓ اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی علم سکھاتی تھیں، اور رشتہ داروں کے علاوہ دوسرے مرد صحابہ بھی پردے کے پیچھے بیٹھ کر ان سے علمی استفادہ کرتے تھے، جس پر کئی احادیث دال ہیں کہ پردے کے پیچھے سے حضرت عائشہؓ نے یہ فرمایا، یہ فرمایا وغیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی ایک خاتون حضرت فاطمہؓ تھیں، ان کو ایک نمایاں خصوصیت یہ حاصل تھی کہ وہ گھر کا کام کاج خود کیا کرتی تھیں، وہ واقعہ تو آپ سب جانتی ہوں گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام اور خادمائیں آئی تھیں، حضرت فاطمہؓ نے گھر کے کام کاج کے لئے ایک خادم طلب فرمایا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم عطا نہیں فرمایا بلکہ اس کی جگہ تسبیحاتِ فاطمہ سکھائیں۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ تسبیحاتِ فاطمہ کو غنیٰ، مال داری اور رزق کی وسعت میں بہت بڑا دخل ہے۔ دوسری بات جو ہمیں اس روایت سے ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خادم یا خادمہ کا انتظام نہیں فرمایا، کیونکہ گھر کا کام کاج خادم کے بغیر عورت چلاسکتی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خادم دے دیتے تو یہ مسئلہ بن جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو جب خادمہ ملی تھی تو ہم سب کو بھی خادمہ ملنی چاہئے، بغیر خادمہ کے کام ہی نہیں کریں گی۔ حالانکہ غریب اور متوسط گھرانوں میں یہ کام نہیں ہوتا یہ خادم اور خادمائیں نہیں ہوتیں۔ تو جیسے آپ کا کام علم سیکھنا ہے، اسی طرح آپ کا کام گھر کا کام کاج سیکھنا بھی ہے، آپ کی ڈیوٹی اور فرائض مردوں سے زیادہ ہیں، کیونکہ مردوں کا کام صرف باہر کا کام ہے، اور آپ کے ذمہ گھر کے کام کاج کے ساتھ علم کا کام بھی ہے جو کہ حضرت عائشہؓ و فاطمہؓ کا تھا، ایسا نہ ہو کہ بعد میں لوگوں کو پریشانیاں لاحق ہوں، آپ علیہ السلام کے گھر کی تینوں خواتین کی خصوصیات پر ہمیں نظر رکھنی چاہئے۔

پھر آج کل عورتوں کے مسائل اتنا زیادہ ہیں کہ مردوں کے لئے ان کا سمجھنا تو آسان مگر ان کا سمجھانا مشکل

ہے، اور اگر عورت عورت کے ذریعے علم سیکھتی ہے تو اسے زیادہ فائدہ ہوتا ہے، اس لئے کہ جنس جب اپنی جنس کو سکھاتی ہے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے، الحمدللہ! یہ جامعہ کی شاخ ہے اور اچھا کام کر رہی ہے جس طرح طلبہ کو اس سے فائدہ ہے، اسی طرح طالبات کو بھی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ یہ دنیا کی زندگی ہے اس علم اور دینی مشغلے کی برکت سے ان شاء اللہ دنیا کا وقت بھی اچھا گزرے گا اور دینی ماحول بھی آپ کی برکت سے بنے گا، جب دینی ماحول بنتا ہے تو اسے ہم نورانی ماحول کہتے ہیں، نورانی ماحول میں روشنی ہوتی ہے اور اس روشنی کی وجہ سے گھر میں سکون اور اطمینان ہوتا ہے، اب اگر کسی عالم کے گھر میں عالمہ بیوی ہو تو عالم شوہر بھی کتاب دیکھے گا اور عالمہ بیوی بھی کتاب دیکھے گی تو پھر کوئی نزاع اور جھگڑا نہیں ہوگا، اور اگر شوہر عالم ہو اور وہ کتاب دیکھتا ہے اور بیوی کتاب کے حروف کو بھی نہیں جانتی تو بیوی کہے گی کہ کتاب کیوں دیکھتے ہو؟ میرے ساتھ بات چیت کیوں نہیں کرتے؟ حضرت سفیان ثوریؒ کی بیوی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ کہتی تھی کہ:

هذه الكتب أضر عليّ من ثلث ضرائر،

کہ سفیان کی کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں، اس لئے کہ شوہر کی لائن الگ تھی اور بیوی کی لائن الگ تھی، اور جب دونوں کی ایک ہی علمی لائن ہو تو دونوں ایک دُوسرے کے لئے معاون ہوتے ہیں، شوہر بیوی کے لئے اور بیوی شوہر کے لئے۔ صاحب بدائع و صنائع خود بھی مفتی تھے اور ان کی اہلیہ بھی مسائل بتایا کرتی تھیں، اور شوہر کے ساتھ تصنیف و تالیف اور افتاء میں مدد کیا کرتی تھیں، جو فتویٰ شائع ہوتا تھا اس میں دونوں کے دستخط ہوتے تھے، گویا کہ وہ بھی مدد کرتی تھیں، ماشاء اللہ آپ دینی ماحول میں بھی مدد کریں گی اور دنیوی ماحول میں بھی۔ اسی لئے ہمارے شیخ الشیخ یعنی شیخ الحدیث صاحبؒ کے ایک خلیفہ تھے اور وہ ڈاکٹر بھی تھے، کسی نے ان سے ایک مرض کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہہ دیا کہ فلاں ڈاکٹر سے رجوع کرو، جیسا کہ دوسرے ڈاکٹر کہتے ہیں۔ تو شیخ الحدیث صاحبؒ نے ان سے کہا کہ: ڈاکٹر صاحب! جیسے آپ کو تصوف کی لائن میں سب سے آگے ہونا چاہئے ایسے ہی ڈاکٹری کی لائن میں بھی آپ کو سب سے آگے ہونا چاہئے، تاکہ باہر کے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ان مولویوں نے ڈاکٹروں کو بھی خراب کردیا اور ان کی ڈاکٹری ختم ہوگئی۔ اسی طرح آپ کو اگر سلائی کڑھائی اور گھر کے کام کاج میں تجربہ نہیں ہوگا تو علم میں چاہے جتنا بھی تجربہ ہوگا لوگ اور دیگر عورتیں آپ کو ناقص اور غیر مکمل سمجھیں گی، اور وہ کہیں گی کہ یہ کیسی عورت ہے کہ جس کو عورتوں کا کام نہیں آتا؟لہٰذا آپ وقت کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ دوسری عورتیں تو صرف گھر کا کام کاج جانتی ہوں گی اور آپ کام کاج کے ساتھ علم بھی جانتی ہوں گی تو آپ کو فوقیت حاصل ہوگی، آپ اپنے اساتذہ کے لئے بھی صدقہ جاریہ بنیں گی اور والدین بھی خوش ہوں گے، یہ نہ ہو کہ والدین ناراض ہوں کہ جب گھر میں آتی ہیں تو صرف کتاب کے ساتھ اس کا تعلق ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کسی کام کو نہیں جانتی، لہٰذا اپنے اوقات کو تقسیم کرنا ہے کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک علم کا کام، اور فلاں وقت سے فلاں وقت تک گھر کا کام کروں گی۔ شمائل ترمذی میں یہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رات کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا تھا، ایک حصہ اہل و عیال کے لئے، ایک حصہ اپنے آرام کے لئے، جس میں سے کچھ حصہ نکال کر صحابہ کو دیا کرتے تھے، اور ایک حصہ اپنے رَبّ ذوالجلال کی عبادت کے لئے تھا۔ یہ سیرت کی کتابیں جب ہم پڑھتے ہیں تو یہ صرف پڑھنے کے لئے نہیں ہیں، بلکہ سیکھنے کے لئے بھی ہیں، ہم بھی اپنے اوقات، دن کے ہوں یا رات کے ان کو تقسیم کرلیں اور یہ ترتیب بنالیں کہ فلاں وقت سے فلاں وقت ہمیں یہ دینی کام کرنا ہے، اور فلاں وقت سے فلاں وقت ہمیں یہ دنیوی کام سیکھنا ہے، والدہ اور والد کی خدمت کرنی ہے، شوہر اور بچوں کی خدمت کرنی ہے، اسی طرح اوقات کو تقسیم کرنا چاہئے، بہرحال اللہ تعالیٰ آپ کو برکات سے نوازیں اور آپ سے دین کی خدمت لے لیں۔

صوبہ پنجاب سے تعلق رکھنے والے تحریک طالبان پاکستان کے عمر میڈیا کے مسئول محترم چوہدری منیب الرحمن جٹ صاحب کی اہلیہ کے ساتھ خصوصی انٹرویو



ہم اپنے تمام قارئین کو خوشخبری سناتے ہیں کہ مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہر شمارے میں کسی خاتون کا انٹرویو شامل کریں گے ۔ اس سلسلے میں پہلا انٹرویو ہمارے محترم چوہدری منیب الرحمن جٹ صاحب کا انٹرویو شامل کیا گیا ہے ۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ: محترمہ! سب سے پہلے اپنے آبائی وطن اور تعلیم وغیرہ کے بارے میں بتائیں، بالفاظ دیگر اپنا ضروری تعارف کروائیں ۔

اہلیہ منیب الرحمن: سب سے پہلے میں مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ کی ٹیم کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے خواتین کے اندر جہادی فکر پیدا کرنے کے حوالے سے یہ سلسلہ شروع کیا، الحمدللہ۔ اللہ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو خواتین کے اندر دعوت جہاد کا جذبہ پیدا کرنے کا باعث بنائے، آمین ۔

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے تو میرا تعلق پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ایک متوسط گھرانے سے ہے اور میں نے BCS کر رکھا ہے، اس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہا جو آج تک جاری ہے۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ: اب آپ اپنے اکثر رشتہ داروں سے دور دیار ہجرت میں ہیں، دو لفظوں میں اس زندگی کا خلاصہ بیان کریں ۔

اہلیہ منیب الرحمن صاحب: مختصر یہی ہے کہ فانی مشکل کے بدلے دائمی راحت کا سودا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ثابت قدم رکھے اور ہمارا اجر کو ضائع نہ کرے، آمین ۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ: آپ بحیثیت ایک "پنجابی" خاتون اپنی اس ظاہری مشکلات والی زندگی کے بارے میں کیا بیان کرنا چاہیں گی؟۔

اہلیہ منیب الرحمن صاحب: سچ یہ ہے کہ زبان و قوم کی ایمان کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لیے الحمد للہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ البتہ شہری زندگی کی عادی کیلئے دیہی زندگی میں سیٹل ہونا شروع میں ذرا مشکل ہوتا ہے لیکن جب ترجیح آخرت ہو تو دنیا کی

آسائشیں اور عادتیں بہت پیچھے کہیں چلی جاتی ہیں۔ بس اللہ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان مشکلات اور آزمائشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے ۔ آمین ۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ: جہاں آج کل اہلِ مغرب کی طرح پاکستان میں بھی لڑکیاں شوہر کے چناؤ میں "گوڈ لوکنگ، کلین شیو، بیئرڈ، امیر، ویل سیٹلڈ وغیرہ" جیسے صفات ڈھونڈتی ہیں، ایسے میں آپ ایک جہادی جماعت کے ایک مسئول (اہلِ مغرب اور اس کے غلاموں کی اصطلاح میں ایک دہشتگرد) کی ہمسفر ہیں، اس حوالے سے لڑکیوں کو کیا کہنا چاہیں گی؟۔

اہلیہ منیب الرحمن صاحب: شریک سفر میں سب سے اہم چیز غیرت اور آپ کو عزت دینا ہے، سو اسی پیمانے پر پرکھ کر اس کا انتخاب کریں، میرے خیال اور تجربے کے مطابق مجاہد شریک سفر میں یہ دونوں خوبیاں بدرجہ اتم ہوتی ہیں ۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ: ملک میں لیٹ میرج یا تاخیر کے ساتھ شادی کا رواج چل پڑا ہے، جس کا ملبہ لائف سیٹنگ اور تعلیم پر ڈالا جارہا ہے، جس وجہ سے لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں اور یہ کہ وہ شادیاں کچھ عرصہ چل کر طلاق کی نذر بھی ہوجاتی ہیں ۔ کیا یہ درست ہے؟۔

اہلیہ منیب الرحمن صاحب: انسان کا خالق اللہ ہے، اسی کو پتہ ہے کہ انسان کی بھلائی کس چیز میں ہے؟ اس کا دیا دین اسلام ہی قانون فطرت ہے۔ جب بھی اس قانون کو توڑا جائے گا تو اس کے بد اثرات لازما سامنے آئیں گے۔ معاش انسان کی ضرورت ہے، لیکن ترجیحات کی فہرست میں سب سے اوپر دین ہونا چاہیے۔

کچھ بچے، نہ بچے، دیں سلامت رہے
دیں سلامت رہے --- تا قیامت رہے

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ: جہادِ پاکستان جو کہ ایک اہم دور سے گزر رہا ہے، کے حوالے سے آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

اہلیہ منیب الرحمن صاحب: الحمد للہ عملاً ہجرت و جہاد کے اس تیرا سالہ سفر میں جن مشکلات اور آزمائشوں کا اللہ کے فضل وکرم سے سامنا کیا اب اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی تائید و نصرت سے تحریکِ طالبان پاکستان کے مجاہدین بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں اور امید واثق ہے کہ مجاہدین کو جلد پاکستان میں فتح نصیب ہو اور ملک قائم کرنے کا مقصود و مطلوب (پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الااللہ) جلد حاصل ہو ۔ ان شاءاللہ ۔

الغرض دنیا کی تکلیفوں کا نقد صلہ یہ ہے کہ جہاد پاکستان آج ایک بار پھر عالم کفر کے غلاموں اور ریاست کے جابرہ کے حلق کا کانٹا بن کر ان کی نیندیں حرام کر رہا ہے۔ اللہ ان کے اجر کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھے ۔ آمین ۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ: اس جہاد میں خواتین کا کیا کردار ہونا چاہئے اور وہ ان مشکل حالات میں اپنا کردار کیسے نبھائیں؟۔

اہلیہ منیب الرحمن صاحب: اپنے شوہروں کو گھریلو راحت مہیا کرنے کے علاوہ ہجرت وجہاد کے اس پر کٹھن سفر میں ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہوں اور اپنے حتی الامکان صبر وتعاون کے ذریعے اس راستے کو سہل کیجئے تا کہ وہ پوری یکسوئی کے ساتھ دشمن کی طرف متوجہ ہو سکیں ۔ اور شوہر کی بوجہ جہادی مصروفیات کے تربیت اولاد کی کمی کو اپنی بھرپور توجہ اور ذمہ داری کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کریں تاکہ اس مبارک فریضہ کا احساس نسل در نسل جاری و منتقل ہو سکے ۔ مادی راحتوں کی کمی پر صبر کریں کہ جنت کا راستہ تکلیفوں سے بھرا ہوا ہے۔

اسی طرح جو خواتین میدان جہاد میں عملا شرکت سے قاصر ہیں وہ دعوت وتبلیغ اور مال کیساتھ تعاون کو ممکن بنائیں ۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ: تعلیم کے نام پر ملک کی مختلف یونیورسٹیوں اور اسکولوں میں فحاشی کو جو پروان چڑھایا جا رہا ہے؟ اسے آپ کیسے دیکھتی ہیں؟

اہلیہ منیب الرحمن صاحب: بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کو بنانے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ یہاں مسلمان اسلامی اصولوں اور اسلامی نظام کے تابع رہ کر زندگی گزاریں گے لیکن ہمارے ملک پر مسلط حکمرانوں نے اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لئے اس ملک میں حیاء کا کلچر ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ لسان العصر اکبر الہ آبادی مرحوم بہت پہلے ہی فرما گئے تھے

بے پردہ نظر آئیں کل جو چند بی بیاں
اکبر غیرت قومی سے زمیں میں گڑ گیا
پوچھا جو آپ کا پردہ تھا وہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ: حال ہی میں پنجاب کی وزیر اعلیٰ مریم نواز نے پنجاب بھر کے مختلف مقامات پر ایک مہینے پر محیط میوزک کمپیٹیشن منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے، کیا آپ سمجھتی ہیں کہ یہ پنجاب، پاکستان، خواتین یا کسی بھی لحاظ سے قوم و مذہب کیلئے مفید ہے؟

اہلیہ منیب الرحمن صاحب: مریم نواز شریف کی طرف سے منعقد کردہ ان مقابلوں کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ ایک خاتون ہونے کے ناطے بھی انہیں یہ زیب نہیں دیتا تھا اور وہ بھی ایک ایسے معاشرے میں جہاں کی ۹۰ فیصد سے زائد ابادی مسلمان ہو۔ اسلامی معاشرے میں ایسے فنکشنز کی قطعا کوئی گنجائش نہیں ہے۔جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ جب تم میں حیاء نہ رہے تو جو دل کرے وہ کرو

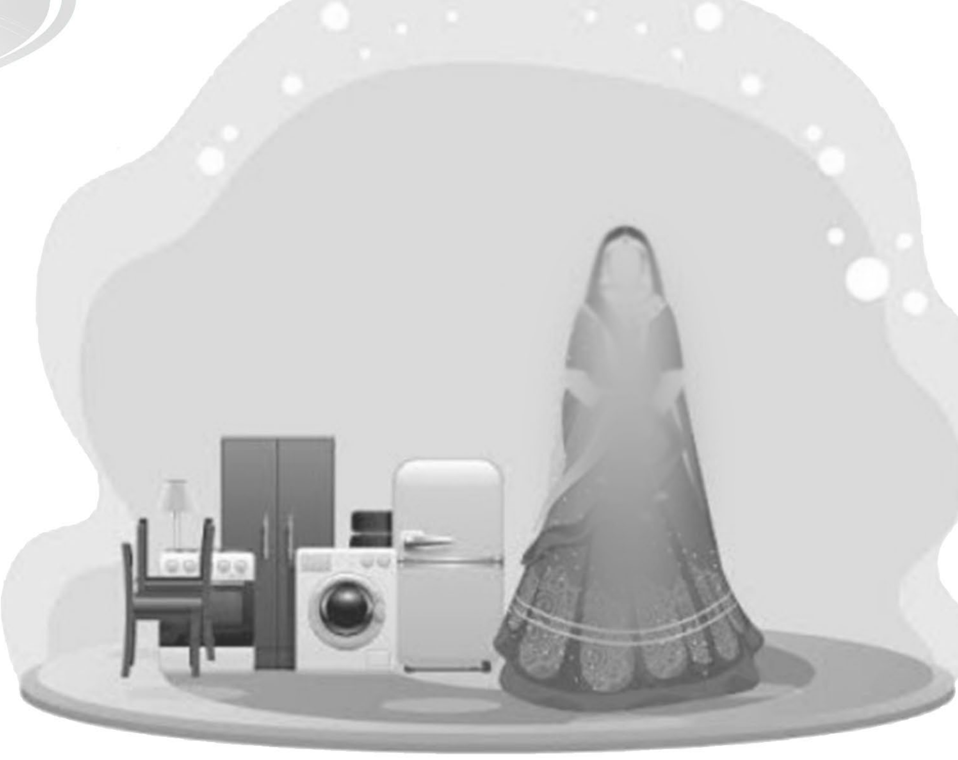
اسی طرح
اس پر اکبر مرحوم کے الفاظ میں کچھ اس طرح ہے

حامدہ چمکی نہ تھی، انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمع انجمن، پہلے چراغ خانہ تھی
تعلیم کی خرابی سے ہو گئی بالآخر
شوہر پرست بیوی پبلک پسند لیڈی
تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتون خانہ ہو، وہ سبھا کی پری نہ ہو

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ: پاکستان کی خواتین کیلئے آپ کا کیا پیغام ہے؟۔

اہلیہ منیب الرحمن صاحب: پاکستان کی خواتین کے لئے بس ایک ہی پیغام ہے کہ اپنی اولاد کو دین و غیرت کا سبق پڑھائیں تاکہ اس معاشرے میں ایک دفعہ پھر دسیوں محمد بن قاسم و صلاح الدین ایوبی پیدا ہو سکیں جو اس امت کو اس کا کھویا ہوا مقام واپس دلا سکیں۔

سنور جائیں اگر
اک نسل کا ایماں بناتی ہیں
پھر ان معصوم کلیوں کو
یہی بصری، یہی سفیان بناتی ہیں



جہیز کی رسم اور اسلامی تعلیمات

مولانا عبید الرحمن صاحب

انسانی تاریخ کا لمبا چوڑا تجربہ بہر حال اس بات کی تصدیق فراہم کرتا ہے؛چنانچہ ماضی کی طرح اب بھی جن معاشروں میں جلدی اور سادگی کے ساتھ نکاح کرنے کا دستور ہے، وہاں فحاشی،بے حیائی اور بدکاری کے واقعات کم تر پیش آتے ہیں اور جہاں اس کے برعکس شادی بیاہ کا انتظام مشکل اور پیچیدہ ہوتا ہے وہاں ہر سو بے حیائی اور بے پردگی کے نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں؛اس لیے شادی بیاہ کے معاملات میں غیر ضروری رسموں کو جگہ دینے کا نتیجہ یہی ظاہر ہوتاہے کہ اس کی بدولت معاشرے میں بے حیائی اور بے پردگی کو فروغ ملتا ہے۔

لڑکے والوں کی جانب سے جہیز کا مطالبہ

ہمارے یہاں ایک لمبے عرصہ سے جہیز کے لین دین کا تعامل جاری ہے؛اس لیے اب وہ نکاح کا ایک ضروری حصہ بن چکا ہے،لڑکی والے بھی اس کا پورا انتظام کرتے ہیں اور لڑکے والوں کی طرف سے بھی اس کے باقاعدہ مطالبے ہوتے ہیں؛ بلکہ متعدد جگہوں پر تواس رواج نے اس حد تک ترقی کی ہے کہ رشتہ کی بات طے کرتے وقت ہی ساتھ یہ بھی طے کیاجاتا ہے کہ جہیز میں کیا کیا ملے گا؟ اس کا ایک نقصان تو یہ ظاہر ہوجاتا ہے کہ لڑکی کے اہل خانہ اکثر اوقات شرما شرمی میں اور دلی رضامندی کے بغیر ہی جہیز دینے پر مجبور ہوجاتے ہیں اور دوسرا خراب نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ اس کے بدلے پھر لڑکے کے اہل خانہ سے بھی مختلف چیزوں کا مطالبہ شروع ہوجاتا ہے؛ حالانکہ یہ دونوں باتیں شرعاً ممنوع، گناہ اور اخلاقی ومعاشرتی لحاظ سے حد درجہ نامناسب ہیں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر کسی مسلمان کو ملامت کرنااور طعنے دینا جائز ہوسکے۔

حدیث شریف میں ہے:

عن أبی حُرَّةَ الرَّقَاشِیِّ، عن عَمه أن رسولَ اللَّه صلى اللَّه عليه وسلم – قال: "لايَحِلُّ مالُ امرءٍ مُسلِمٍ إلا بطيبِ نَفسٍ مِنه". (سنن الكبرىٰ للبيهقى)

ترجمہ:کسی مسلمان کامال اس کی دلی رضامندی کے بغیر لیناجائز نہیں۔

"بحر" میں ہے:

ولو أخذ أهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج أن يسترده؛ لأنه رشوة. (البحرالرائق، باب المهر)

ترجمہ: اگر سسرال والے رخصتی کے وقت کچھ لے لے توشوہر واپسی کامطالبہ کرسکتاہے؛کیونکہ شرعایہ رشوت کے زمرہ میں آتاہے۔

"فتاویٰ شامی" میں ہے:

(أخذ أهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج أن يسترده) لأنه رشوة.

(الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین، کتاب النکاح، باب المہر، ج۳ ص۱۵۶)

ترجمہ: اگر سسرال والے رخصتی کے وقت کچھ لے لے توشوہر واپسی کامطالبہ کرسکتاہے؛ کیونکہ شرعاًیہ رشوت کے زمرہ میں آتاہے۔

غریب والدین اور لڑکی کو طعنوں کا سامنا

عام رسم ورواج کے برخلاف اگر والدین کمزور اور کم حیثیت کے لوگ ہوں اور وہ جہیز کا انتظام کیے بغیر ہی اپنی لختِ جگر کو رخصت کردیں تو خود والدین کو بھی مختلف قسم کے طعن وتشنیع اور ملامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور لڑکی کی زندگی بھی اسی کی نذر ہوجاتی ہے؛ چنانچہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس کو یہ طعنے ملتے ہیں: حالانکہ جہیز بالکل نہ دینا یا کم دینا کوئی ایسا جرم نہیں ہے جس کی وجہ سے کسی مسلمان پر طعن وتشنیع کی اجازت دی جاسکے۔

ناجائز کمائی پر مجبور کرنا

بہت سی مرتبہ لڑکی کے اہلِ خانہ ناجائز کمائی پر مجبور ہوجاتے ہیں اور جہیز کا انتظام کرنا ان کے لیے متعدد منکرات کے ارتکاب کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔اس کی صاف سیدھی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں پہلے سے "متوسط جہیز" میں بہت سی چیزیں داخل ہیں اور اس میں روز افزوں ترقی جاری ہے، نت نئی چیزیں اس فہرست میں جگہ پارہی ہیں؛جب کہ عام طور پر حلال کمائی سے اس کا انتظام کرنا مشکل ہوجاتا ہے تو چار وناچار اس کے لیے حرام ذرائع کی طرف ہاتھ اٹھ جاتے ہیں؛ چنانچہ کہیں سودی قرض لیاجاتا ہے اور کبھی ناجائز کارو بار کی مختلف صورتیں اختیار کر لی جاتی ہیں۔

وقتی یا دائمی طور پر نکاح سے محروم

بہت سے غریب گھرانے ایسے ہیں جہاں کی لڑکیاں محض اس لیے نکاح سے محروم ہوتی ہیں کہ ان کے والدین اور بھائیوں کے پاس جہیز فراہم کرنے کی استطاعت نہیں ہے اور ایسا تو آئے دن دیکھنے میں آتا ہے کہ نکاح مکمل طور پر معطل تو نہیں ہوتا؛ لیکن اس میں خاصی تاخیر کی جاتی ہے اور بروقت شادی کرنا اسی فکرِ جہیز کی بدولت التوا کی نذر ہوجاتا ہے؛حالانکہ عام حالات میں نکاح کرنا سنت موکدہ ہے اور اگر قوی خدشہ ہوکہ نکاح نہ کرنے یا ملتوی کرنے کی صورت میں بد نظری، بے حیائی یا بدکاری وغیرہ گناہوں میں مبتلا ہوجائے گا تواس وقت نکاح کرنا واجب ہے۔جو چیز مسنون عمل میں تاخیر یا تعطیل کا سبب بن جائے وہ یوں ہی کچھ زیادہ اچھی نہیں ہے اور اگر اس کی وجہ سے کسی گناہ کے ارتکاب کرنے کی بھی نوبت آئے تو مذموم وشنیع ہونے میں شبہ نہیں ہے۔

شاید کوئی خیر خواہ دوست اس کو فرضی کارستانیاں خیال فرمائیں یا پاگل کی بڑ تصور کریں؛ لیکن زمینی حقائق اور معاشرے کی عملی صورت حال سے ہر وقت اس کی تصدیق وتائید حاصل کرلی جاسکتی ہے۔

دل ہی نہ چاہے بہانے ہزار

جولوگ جہیز کی اس رسم بد کی حمایت وتائید کرتے ہیں وہ عموماً یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں برصغیر کے معاشرے میں چونکہ عموماً عورتوں کو اپنا مقررہ حصہ میراث نہیں دیاجاتا,اس لیے کیوں نہ اس موقع پران

کے ساتھ خوب نیکی واحسان کا معاملہ کیاجائے؛ تاکہ ان کے حقوق کی کچھ تو تلافی ہوسکے!

لیکن یہ عذر کسی طرح لائق التفات نہیں ہے؛ کیونکہ وراثت میں جس طرح مردوں کا حصہ مقرر ہے اور ان کو اپنا حصہ دے دینا واجب ہے یوں ہی عورتوں کو بھی اپنا مقررہ شرعی حصہ سپرد کردینا ضروری ہے اور اس پر قبضہ جمانا حرام ومذموم ہے۔جہیز کو اس کا متبادل قرار دینا قطعاً درست نہیں ہے؛ بلکہ اگر کوئی اس جذبے سے دینا چاہے تو یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ دینے میں خلوص نیت بھی کارفرما نہیں ہے۔

یہ اشکال نہ اٹھایاجائے کہ کچھ بھی نہ دینے سے کچھ کچھ دینا تو بہر حال بہتر ہے؛ کیونکہ پہلی صورت(یعنی بالکل کچھ حصہ نہ دینے)میں لوگ اپنے آپ کو کم ازکم مجرم تو خیال کرتے ہیں اور اگر عملی طور پر وہ اس گناہ کے مرتکب بن جاتے ہیں کہ عورتوں کے حصے پر ناجائز قبضہ جماتے ہیں تو بھی کم از کم اس کو گناہ وجرم تو تصور کرتے ہیں؛ جب کہ جہیز کی صورت میں تو یہ احساس بھی مردہ یا نیم مردہ ہوجاتا ہے اور لوگ اپنے تئیں اپنے آپ کو مجرم ہی خیال نہیں کرتے۔

عملی تجاویز

ایک کڑوی حقیقت یہ ہے کہ جہیز کے اس رسم بد نے ہمارے ہاں معاشرے کے تقریباً تمام طبقات میں اپنے لیے جگہ پیدا کی ہے اور تقریباً سبھی لوگ کسی نہ کسی شکل میں اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ ایسی چیز کو بدلنے کی مناسب صورت یہی ہے کہ:

الف: اپنی حد تک مضبوطی کے ساتھ اس کے لین دین سے گریز کرلیاجائے۔

ب:تمام معاشرے میں عموماً اور اپنے اپنے حلقہ اثر کی حد تک خصوصاً اس کی مذمت کی جائے، مسلمانوں کے دینی شعور اور مذہبی حس کو بیدار کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے اور اس سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہوناچاہیے۔ جو لوگ مجاہدہ سے کام لے کر سادگی کے ساتھ شادی بیاہ کریں ان کی مناسب طریقے سے حوصلہ افزائی کی جائے اور جو لوگ اسی رسم بد پر عمل پیرا ہوں،اعتدال ومیانہ روی کیساتھ ان کے اس عمل کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ اس طرح کرنے سے امید کی جاتی ہے کہ کچھ ہی عرصہ میں یہ رسم بد ختم یا کم ہوجائے گا۔اللہ تعالیٰ امت مرحومہ کو رسوم ورواج کے نرغہ سے نکال کر سیادت وقیادت کے منصب پر سرفراز فرمائیں۔



تعلیم یافتہ اور ہنرمند خواتین کی ذمہ داری

نسیبہ ام حفص

وہ میرے سامنے پریشان بیٹھی تھیں، وہ ہمارے محلے کے مفتی صاحب کی اہلیہ تھیں جن کے دو بچے میرے پاس پڑھنے آتے تھے اور میں انہیں پڑھاتی تھی، میرے پوچھنے پر بتانے لگیں کہ میری بیٹی کے اسکول میں کل سرخ دن (red day) ہے ۔ اس کو سراپا ہر چیز لال رنگ کی چاہئے، بیگ حتیٰ کہ کھلونے اور کھانے پینے کی ہر چیز۔ یہ ایک مشہور دینی جماعت سے منسلک اسکول تھا، جس کی کتابوں میں تصویروں کی بھر مار تھی، بچوں کی ڈائری میں بھی بلا ضرورت جا بجا تصاویر تھیں اور کورس کی وہی حالت تھی جو اکثر سیلیبس بنانے اور چھاپنے والے پبلشرز کی ہوتی ہے ۔ یعنی کہ کوئی چیز ایک کتاب سے لی، کوئی دوسری کتاب سے اور ملا کر ایک ملغوبہ سا تیار کیا جس میں کوئی ربط اور تسلسل نظر نہیں آتا۔ یہ تو ہمارے مختلف اسکولوں کی اور ان میں رائج نظام تعلیم مشت نمونۂ خروار ہے۔

یہ نظام تعلیم جو کہ برصغیر کی تقسیم سے پہلے سے انگریزوں کا بنایا ہوا ہے اور ابھی تک اسی طرح چلا آرہا ہے، اس کا ایک نقصان تو یہ ہے کہ یہ اپنی بنیاد سے ہی مادیت پرست ،الحاد اور مغربی طرز زندگی کو درکار پرزے تیار کرتا ہے اور دوسرا یہ اسلام، مذہب اور دینی شعائر سے باغی بنانے کی کوشش کرتا ہے جیساکہ ہندوؤں اور عیسائیوں کی رسومات کی ادائیگی اور فحاشی کے چڑھتے پروان کو دیکھتے ہوئے مکمل واضح ہوچکا ہے۔ اس میں وقت کی بربادی بھی خوب ہوتی ہے کہ بچہ جو چیزیں تعلیمی اداروں میں آٹھ دس سال میں سیکھتا ہے وہی چیزیں حقیقت میں اس سے آدھی مدت میں سیکھ سکتا ہے ۔ مختلف فنکشنز اور سرکاری و غیر سرکاری چھٹیوں نے تعلیمی دورانیے میں بچوں کا ستیا ناس کر رکھا ہے ۔ اسی طرح بے جا اخراجات، صلاحیتوں کو قید کرنا اور تعلیم کو پیسہ کمانے کا ذریعہ بنانا بھی تعلیم کے نام پر انتہائی بدترین ظلم ہے مگر افسوس کہ موجیں مارتا ہوا جاری ہے ۔

ان تمام صورتحال کو دیکھتے ہوئے مجاہدین کے بچوں کو ولادت دیتی اور ان کی تربیت کا بوجھ اٹھانے والی تعلیم یافتہ ماؤں کو چاہیے کہ وہ گھر پر ہی ان بچوں کو بہترین تعلیم فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کریں ۔ خصوصا وہ مائیں جن کے شوہر پابند سلاسل ہیں یا دار فانی کو الوداع کہہ چکے ہیں ۔ ورنہ وہ اپنے بچوں کیلئے بہترین تعلیمی ادارے کا انتخاب کریں جو بچوں کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد و افکار کی بھی چوکیداری کریں ۔اور یہ ہم کسی پر احسان نہیں کر

رہیں بلکہ ان بچوں کا ہم پر حق ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ "تم میں سے ہر کوئی چرواہا (مسئول) ہے اور ہر کسی سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہو گا"۔

ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں لڑکوں کو تو مدارس میں داخل کروالیا جاتا ہے مگر بچیاں بیچاری رہ جاتی ہیں، حتی کہ ناظرہ قرآن مجید میں بھی کمزوری نظر آتی ہے۔ اس طرف توجہ ضروری ہے کہ ہماری بچیاں بھی دین کے ضروری مسائل اور اگر ممکن ہے تو انہیں گھر پر لکھائی پڑھائی سکھائی جائے تاکہ وہ شادی کے بعد بھی مطالعہ جاری رکھ سکیں۔ اگر کسی کی ماں ڈاکٹر ہے تو وہ ضروری طور پر گھر پر بچی کو اس کی تربیت دے، کوئی استانی ہے تو وہ اپنی بچی کو اس مبارک میراث سے ہرگز محروم نہ کرے، حتیٰ اگر کوئی کپڑے سینے اور اس جیسے دیگر ہنر جانتی ہے وہ بھی کوشش کرے کہ یہ ہنر منتقل ہو جو مستقبل میں اس بچی کی روزی کا بھی بہترین ذریعہ بن سکتا ہے

۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں صحیح تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے اور اسے اگلی نسلوں تک پہنچانے کی توفیق عطاء فرمائے اور اس حوالے سے تمام ضرورتیں اللہ اپنے غیبی خزانوں سے عطاء کرے۔

سعید انور صاحب کا بیان،

مختصر تبصرہ

سارا علی بہزاد



پاکستان میں تعلیم یافتہ ہونے یا جدیدیت کے نام پر جو رسومات بڑھ رہی ہیں ان میں سے ایک طلاق کے بڑھتے رجحان کا مسئلہ بھی ہے ۔ ملکی و عالمی میڈیا چینلز پر بھی اس حوالے سے وقتا فوقتا بات چیت کی جاتی ہے کہ کس طرح اور کن وجوہات کی بنا پر طلاق کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن اس کے حل کیلئے بات کرنا بعض نیچ لوگوں کو نعوذباللہ فرعون و پتھر کا زمانہ یاد دلاتا ہے ۔

چند روز قبل ہی معروف سابق مایہ ناز پاکستانی کرکٹر اور مبلغ سعید انور کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی، جس میں وہ بتاتے دکھائی دیتے ہیں کہ پاکستان میں جب سے خواتین نے کمانا شروع کیا ہے تب سے طلاقوں کی شرح میں ۳۰ فیصد اضافہ ہوگیا ہے۔ سابق کرکٹر کی سوشل میڈیا پر وائرل مختصر ویڈیو میں وہ دنیا بھر میں خواتین کی خودمختاری سمیت پاکستان میں عورتوں کی خودمختاری اور طلاقوں کے بڑھتے رجحانات پر بات کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

اس بات کا اگر غور سے جائزہ لوگے تو آپ کو ضرور یہ آیت اور اس میں موجود فلسفہ سمجھ آ جائے گا۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعضَھُم عَلٰی بَعضٍ وَّبِمَاۤ اَنفَقُوا مِن اَموَالِھِم... الآیة

(سورۃ النساء: ۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لئے کہ خدا نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں ۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے مردوں کی فضیلت کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ اپنا مال بچوں بیوی بچوں پر خرچ کرتے ہیں ۔

ہمارے ہاں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ مرد سو کما کر لائے یا ہزار، بیوی بچوں پر خرچ کر ڈالتا ہے ۔ گھر کا کرایہ، ماہانہ راشن، بچوں کی فیس، رشتہ داروں کے ہاں آمد و رفت اور مہمان نوازی سب وہی کرتا ہے مگر بیوی کے ہاتھ پیسے لگیں تو پرس اور الماری میں رکھ کر باوجود پیسے ہونے کے میکے آمد و رفت اور اپنی اور بچوں کی ضرورتوں کیلئے شوہر سے ہی پیسے مانگتی ہے اور یہ پیسے صرف خود پر خرچ کرتی ہے یا وہاں خرچ کرتی ہے جہاں اس کا دل چاہے، پھر چاہے وہ ضروری کام ہو یا نہ ہو، جوکہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان میں دوسروں پر خرچ کرنے کی صلاحیت مردوں سے بہت کم ہے ۔

میری تمام مسلمان خواتین، خصوصا پاکستانیوں سے یہ درخواست ہے کہ وہ زندگی کو بجائے مشکل بنانے کے آسان بنائے اور اگر آپ کے پاس مال نہیں ہے تو ویسے بھی آپ کی ضروریات شوہر پوری کر رہا ہے، لیکن اگر آپ کام کاج کرکے کما رہی ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب آپ اس مرد سے بڑھ گئیں اور یہ آپ کے قابل نہیں رہا۔ غربت اور مہنگائی کے اس دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین غریب شوہروں کے ساتھ وفاداری نبھائیں اور اگر وہ مالدار ہے تو شوہر کا ہاتھ بٹائے ۔ یوں چھوڑ کر چلے جانا یقینا نقصان دہ ہے ۔



تعلیمی اداروں میں غیروں کی رسومات کی ترویج

جمیلہ فردوس

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا اور سننا پڑتا ہے کہ ایک ایسے ملک میں جس کو بنانے کیلئے اسلام کا مقدس لفظ استعمال کیا گیا اور ہزاروں لوگوں نے قربانیاں دیں، لاکھوں نے ہجرت کی اور اسی طرح ہزاروں خاندان دو حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایسا ملک، جس کے تعلیمی اداروں کو بنیادی طور پر اسلامی ہونا چاہئے تھا اور اس کے نصاب میں ایسی کتابیں ہونی چاہئے تھیں جو ایک طالبعلم کو دیگر دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایمان کی سلامتی کی تعلیم دیتیں، مگر افسوس کہ وہاں ناچ گانا ہو رہا ہے، ڈانس پارٹیاں اور مغرب کے طرز کی شادیا رچائی جا رہی ہیں اور اب تو قصہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ طلباء کرسمس اور ہولی و دیوالی بھی منا رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر یہی کچھ کرنا تھا تو انڈیا سے کیوں الگ ہوئے؟ کم از کم آپ ایک ترقی یافتہ ملک کے باشندے تو ہوتے، مذہب کو تو ویسے بھی آپ نے دیوار سے لگا رکھا ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ مسلمان کے لیے ہولی کھیلنا اسی طرح کفار، مشرکین اور بے دین لوگوں کے مذہبی مراسم، تہواروں اور ان کے کفریات و شرکیات پر مشتمل تقریبات ومحافل میں شریک ہونا، یا ان کے امتیازی علامات کو استعمال کرنا، یا ان کی طرح شکل وصورت بنانا تشبہ بالکفار کی وجہ سے حرام ہے۔

فتاوی رحیمیہ میں ہے:
"جب قبر پرستی اور تعزیہ داری میں شریک ہونا اور حصہ لینا جائز نہیں تو ہولی میں شریک ہونا اور عملاً حصہ لینا کس طرح جائز ہو سکتا ہے، ہولی کے ارد گرد چکر لگانا، سجدہ کرنا ناریل وغیرہ چڑھانا قطعاً حرام اور مشرکانہ افعال ہیں۔
(کتاب الایمان والعقائد: ج: ۱، ص: ٦٩)

میں خود کچھ عرصہ ایک اسکول کی طالبہ رہی ہوں اور اب ہمارے رشتہ داروں کے بچے بھی پڑھتے ہیں، کچھ رشتہ دار یونیورسٹیز کے طلباء ہیں تو تعلیمی اداروں کی اندرونی صورتحال سے آگاہی ہوتی رہتی ہے۔ یقین کریں یہ تعلیمی نصاب و نظام اتنا کھوکھلا اور بیکار ہے کہ اگر آپ صحیح تحقیق کریں تو قوی امکان ہے کہ آپ دس سے پندرہ فیصد تعلیمی اداروں کو قدرے بہتر پائیں گے۔ ۲۰۲۴ کی ایک رپورٹ کے مطابق اربوں روپے خرچ کیے جانے کے باوجود پاکستان کی ایک بھی یونیورسٹی دنیا کی ۴۰۰ بہترین جامعات میں شامل نہیں ہے۔

تو اگر ایک طرف تعلیمی نظام درست نہیں ہے، دوسری طرف طلبہ کو حرام ایکٹیویٹیز میں مشغول کیا جا رہا ہو اور دین اسلام سے دور کیا جا رہا ہو تو کیا ہم پر لازم نہیں ہے کہ ہم اس سے کنارہ کش ہوتے ہوئے ان لوگوں کیخلاف آواز اٹھائیں جن کی وجہ سے یہ حالت پیش آئی ہے؟۔ اللہ تعالی سے یہی دعا ہے کہ اللہ ہمیں اتنی طاقت و وسعت دے کہ ہم اس نظام کو تبدیل کر سکیں۔ آمین۔

وزیراعلیٰ یا اداکارہ؟

بی بی زہرا جھنگوی

حال ہی میں ہم نے اسلام کا نام بدنام کرنے والی ریاست پاکستان کے سب سے بڑے اور مصروف ترین صوبے پنجاب کیلئے ایک خاتون وزیراعلیٰ کو سلیکٹ ہوتے دیکھا۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ یہی پارٹی کرپشن اور کرپٹ لوگوں کی امامت کرتی آ رہی ہے، تو ایسے میں عوام کو بیوقوف بنانے کیلئے مذکورہ وزیراعلیٰ نے ماضی میں کیے گئے ایکٹس کا پیچھا کرتے ہوئے اداکاری شروع کر دی اور کبھی پولیس، کبھی اسکول کی وردی پہن کر، کبھی کسی اسکول اور ادارے جاکر شوٹنگ کرائی اور ظاہر کرایا کہ وزیراعلیٰ تو پورے صوبے اور ہر ادارے کا خیال رکھ رہی ہیں۔ حالانکہ ان کی اس اداکاری پر اندرون ملک و اندرون پنجاب بھی ان کی خوب جگ ہنسائی ہوئی مگر جمہوری ٹولے کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟۔

ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ پارٹی کیوں اقتدار میں لائی گئی اور اس کے لانے والے کون ہیں مگر اس کی تفصیل کرنا طوالت اور تحصیل حاصل ہے۔
یہ لوگ تو بھول گئے ہیں یا بھلانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ہم انہیں یاد دلاتے رہیں گے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بننے والا ملک ہے اور اسلامی احکام میں خاتون کی یوں حکمرانی بھی اسلام کی مخالفت ہے۔ یعنی اگر کوئی مسلمان ہے تو اس کے نزدیک مریم نواز یا اس جیسی دیگر حکمرانی کی نقل اتارتی نازک صورتیں ہرگز قابل قبول نہیں ہوں گی۔ ظاہر ہے کہ جسے اسلام نے حکمران بننے سے منع کیا ہے اس کا حکمران بننا ناجائز و حرام اور اسلامی احکام کی صریح مخالفت ہے۔

چنانچہ سنن ترمذی میں ہے:
«حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الأَشْقَرُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَهَاشِمُ بْنُ القَاسِمِ، قَالَا: حَدَّثَنَا صَالِحٌ المُرِّيُّ، عَنْ سَعِيدٍ الجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ، وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا، وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا»» (أبواب الفتن، رقم الحديث: ٢٢٦٦)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک تمہارے حکمران بہترین لوگوں میں سے ہوں گے اور تمہارے مال دار سخی اور بخشش کرنے والے ہوں گے اور تمہارے معاملات باہمی مشورہ سے طے پائیں گے تو تمہارے واسطے زمین کے اوپر رہنا قبر میں جانے سے بہتر ہوگا، اور جب تمہارے حکمران تمہارے بد ترین لوگ ہوں اور مال دار

بخیل ہوجائیں اور تمہاری سربراہی و حکمرانی عورتوں کے سپرد کردی جائے تو تمہارے لیے زمین کے اوپر رہنے سے قبر میں چلے جانا بہتر ہوگا۔ «صحیح البخاری» میں ہے: «حدثنا عثمان بن الهيثم حدثنا عوف عن الحسن عن أبي بكرة قال: «لقد نفعني اللّٰه بكلمة سمعتها من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أيام الجمل بعد ما كدت أن ألحق بأصحاب الجمل، فأقاتل معهم قال: لما بلغ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن أهل فارس قد ملكوا عليهم بنت كسرى، قال: «لن يفلح قوم ولّوا أمرهم امرأة»». (كتاب المغازي، باب كتاب النبي صلي اللّٰه عليه وسلم إلى كسرى و قيصر، رقم الحديث ٤١٦٣)

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ جمل کے زمانے میں اللہ نے مجھے ایک فرمان کی وجہ سے نفع پہچایا جو میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنا تھا ۔۔۔ وہ یہ کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو سلطنت کی حکمرانی دے دی ہے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی جس نے حکمرانی کسی عورت کے سپرد کی ہو۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے:

«قال الخطابي : في الحديث أن المرأة لا تلي الإمارة ولا القضاء ... والمنع من أن تلي الإمارة والقضاء قول الجمهور».

ترجمہ: امام خطابی نے فرمایا کہ امارت (حکمرانی) اور قضا کے منصب پر عورت فائز نہیں ہوسکتی، اور یہی جمہور کا قول ہے۔

شرح السنۃ للبغوی میں ہے:

«قال الإمام: اتفقوا أن المرأة لا تصلح أن تكون إماماً و لا قاضياً؛ لأن الإمام يحتاج إلى الخروج لإقامة أمر الجهاد و القيام بأمر المسلمين، و القاضي يحتاج البرزز لفصل الخصومات، و المرأة عورة لا تصلح للبروز، و تعجز لضعفها عند القيام بأكثر الأمور؛ و لأن المرأة ناقصة، و الإمامة و القضاء من كمال الولاية، فلا يصلح لها إلا الكامل من الرجال».(١/ ٧٧)

ایک بات یاد رہے کہ صرف وہ امور جن میں عورت کی گواہی شرعاً قابلِ قبول ہوتی ہے جیساکہ کہ خواتین سے جڑے بعض مسائل ہیں، ان امور کی انجام دہی کی ذمہ داری اور ایسے شعبہ کی ذمہ دار عورت کو بنایا جا سکتا ہے اور اس شعبہ کی ذمہ دار خاتون کی بات نہ صرف معتبر سمجھی جائے گی، بلکہ اس کی پاس داری دوسروں پر بھی لازم ہوگی، بشرطیکہ نصوص شرعیہ کے خلاف کوئی فیصلہ یا حکم نامہ جاری نہ کرے۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے:

«وعن أبي حنيفة تلي الحكم فيما تجوز فيه شهادة النساء» . (كتاب المغازى، باب كتاب النبي صلي اللّٰه عليه وسلم إلى كسري و قيصر)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ایک تو ان کا حکمران بننا ناجائز، اوپر سے یہ کرپشن و چوری کے مجرم ہیں، آگر چل کر الیکٹ نہیں سلیکٹ ہوکر آئے ہیں، ذرا غور کریں تو انہیں حکمرانی کرنا آتا بھی نہیں ہے اور جو بات پاکستان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ جب فوج و اسٹبلیشمنٹ کی مرضی ہوگی انہیں ہٹادیا جائے گا تو بھلا یہ کوئی وزارت یا حکمرانی ہوئی؟۔ اللہ بچائے ایسی غلامی سے جو آپ کو بادشاہت نظر آتی ہے ۔



اے ماؤ! بہنو! بیٹیو!

اے ماؤ! بہنو! بیٹیو! دنیا کی عزت تم سے ہے
ملکوں کی بستی ہو تمہی، قوموں کی عزت تم سے ہے

تم گھر کی ہو شہزادیاں، شہروں کی ہو آبادیاں
غمگیں دلوں کی شادیاں، دکھ سکھ میں راحت تم سے ہے

تم ہو تو غربت ہے وطن، تم بن ہے ویرانہ چمن
ہو دیس یا پردیس جینے کی حلاوت تم سے ہے

نیکی کی تم تصویر ہو، عفت کی تم تدبیر ہو
ہو دین کی تم پاسباں، ایماں سلامت تم سے ہے

فطرت تمہاری ہے حیا، طینت میں ہے مہر و وفا
گھٹی میں ہے صبر و رضا، انساں عبارت تم سے ہے

مونس ہو خاوندوں کی تم، غم خوار فرزندوں کی تم
تم بن ہے گھر ویران سب گھر بھر میں برکت تم سے ہے

تم آس ہو بیمار کی، ڈھارس ہو تم بیکار کی
دولت ہو تم نادار کی، عسرت میں عشرت تم سے ہے

عہدِ رسالت میں خواتین کی جہاد میں شرکت

امان دہی کا حق : حضرت اُمّ ہانیؓ بنت ابی طالب نے ایک مشرک کو امان دی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امان کو برقرار رکھتے ہوئے فرمایا : اے امّ ہانی! جس کو تم نے امان دی، اس کو ہم نے امان دی ۔ (سنن ابوداوَد، باب فی امان المرأة، حدیث :۲۳۹۷)

جہاد میں شرکت کا حق اور زخمیوں کی مرہم پٹی : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، اُمّ سلیم کو جہاد میں لے جاتے تھے اور انصار کی کئی اور عورتوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے تھے ۔ جب صحابہؓ جہاد کرتے تو یہ عورتیں ان کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں ۔ (سنن ابوداوُد، کتاب الجہاد، باب فی النساء یغزون، حدیث :۲۱۸۲)

طبّی امداد میں مشغولیت اور عسکری کاموں میں معاونت : حضرت خالد بن ذکوان کا بیان ہے کہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریکِ جہاد تھے ، چنانچہ مسلمانوں کو پانی پلانا، ان کی خدمت کرنا نیز شہیدوں اور زخمیوں کو مدینہ منورہ پہنچاتے تھے ۔ (صحیح بخاری، کتاب الطب، باب ھل یداوی الرجل المرأة او المرأة الرجل، حدیث :۵۳۶۳)

حضرت اُمّ عطیہؓ ان چند خواتین میں تھیں ، جنھیں حضورؐ غزوات میں اپنے ساتھ رکھتے تھے ۔ آپؓ مجاہدین کے کجاووں کی دیکھ بھال کے لیے پیچھے رہتیں ، کھانا پکاتیں ، زخمیوں کا علاج کرتیں اور مصیبت زدوں کی نگہداشت کرتیں ۔ (صحیح مسلم ، کتاب الجہاد والسیر ، باب النساء الغازیات، حدیث :۳۴۶۸)